قسط (۲) ضبط وترتیب: صاحبزادہ اسامہ سمیع

پیر طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم حقانیہ آمد وارشادات

۱۵ نومبر ۲۰۱۶ء کو حضرت پیر طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کے خلیفہ مجاز اور جانشین شیخ طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ،نماز ظہر سے قبل برادرم مولانا راشد الحق سمیع کے مکان میں حضرت مہتمم صاحب اور دیگر ومشائخ سے ملاقاتیں کیں اور کچھ دیر قیام فرمایا، بعد میں آپ نے زیرتعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ میں ظہر کی امامت فرمائی۔ پھر دارالحدیث کے وسیع ہال میں برادرم مولانا حامد الحق صاحب نے ابتدائی تعارفی کلمات سے مجلس کا آغاز کیا، بعد میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، اسکے بعد حضرت مولانا نقشبندی صاحب نے طویل عالمانہ فاضلانہ خطاب وارشادات سے طلباء وعلماء اور دور دراز سے تشریف لانے والے مہمانوں کو نوازا۔ حضرت کا یہ خطاب ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ ضبط کیا گیا اب قارئین الحق اور افادہ عامہ کی خاطر الحق میں شامل دوسری قسط بھی نذر قارئین ہے............ (ادارہ)

امام شافعی رحمہ اللہ کو احادیث لکھنے کا شوق

فرماتے ہیں کہ پورے طلباء جو مجمع میں تھے وہ لکھ رہے تھے اور میں ان کے ساتھ ویسے ہی بیٹھ کر سن رہا تھا، میرے دل میں ایک تمنا پیدا ہوئی کہ میرے پاس کاغذ قلم ہوتا تو میں بھی کتابت کرتا اور طلباء کے ساتھ شریک ہوتا مگر میرے پاس تو کچھ نہیں تھا، اب میرے دل کی چاہت اتنی بڑھی کہ میں ان طلباء سے تشبیہ حاصل کرنے کیلئے ایک تنکا پڑا تھا تو میں نے تنکا اٹھا کر اپنی ہاتھ کے ہتھیلی کے اوپر لکھنا شروع کر دیا پھر میں اپنی ہونٹ کے ساتھ لگاتا اور نیت کرتا کہ میں قلم کو سیاہی میں ڈبو رہا ہوں اور اپنی ہتھیلی پر لکھ دیتا تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا قوی حافظہ

جب میں اپنی ہتھیلی پر لکھ رہا تھا تو امام مالک رحمہ اللہ نے مجھے دیکھ لیا تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت جب آیا تو مجلس برخاست ہوئی اور طلباء وضو کرنے کیلئے چلے گئے، میں باوضو تھا، وہیں بیٹھا رہا تو امام مالک رحمہ اللہ نے اشارے سے مجھے بلایا، میں ان کے پاس حاضر ہوا تو کہنے لگے اے طالب علم! تم ہاتھ کی

ہتھیلی پر کیا لکھ رہے تھے؟ مجھے دکھاؤ جب انہوں نے دیکھا کہ ہتھیلی پر تو کچھ نہیں لکھا ہوا تھا، میں نے کہا حضرت! جو آپ بیان کر رہے تھے میں وہ لکھ رہا تھا، یہاں تو کچھ نہیں لکھا ہوا ہے اور یہ تو ادب کے خلاف ہے، آپ یہ کیا کام کر رہے تھے؟ اس وقت میں نے عرض کیا کہ حضرت! میں مسافر اور غریب طالب علم ہوں اور میرے پاس لکھنے کیلئے کچھ نہیں، کاغذ قلم نہیں اگر ہوتے تو میں اس کے اوپر لکھتا، میں نے ان طلباء سے تشبیہ حاصل کرنے کیلئے ایسا کیا ہے اور حقیقت میں آپ جو فرما رہے تھے اس کو تو میں اپنے دل میں لکھ رہا تھا جب میں نے یہ کہا تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا، اچھا میں نے اس مجلس میں جتنی احادیث بیان کی ہیں اگر ان میں سے تم آدھی روایت اور متن کے ساتھ مجھے سنا دو تو میں تمہیں جانوں؟ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں انہوں نے آدھی احادیث سننے کی درخواست کی لیکن اس مجلس میں انہوں نے جتنی احادیث بیان کی تھی میں نے تمام احادیث کو متن اور سند کے ساتھ ان کے سامنے سنا دیا، یہ طالب علم تھے، جیسے اسپنج ہوتا ہے نا! کہ پانی میں اسے ڈال دیں تو پانی کو چوس لیتا ہے ایسی ہی یہ طلباء تھے کہ اساتذہ کے مجلس میں بیٹھتے تھے اور استاد کے سبق کو اپنے دل میں بھر لیا کرتے تھے اتنی طلب ہوتی تھی ان کے اندر، بعض حضرات کہتے ہیں ہمیں بڑی مشقت کا سفر کرنا پڑا، خطیب تبریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے کتابیں اپنے پیٹھ پر اٹھا کے پیدل سفر کرتا تھا اور پسینے کی وجہ سے وہ کتابیں بھی بھیگ جاتی تھی اور دیکھنے والے سمجھتے تھے کہ بارش کی وجہ سے بھیگی ہوئی ہے حالانکہ وہ میرے پسینے میں بھیگی ہوتی تھی اتنا پسینا آتا تھا۔

امام طبرانی اور حصول علم کی خاطر بے پناہ تکالیف کی برداشت

امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے علم حاصل کرنے کیلئے نکلا اور بیس سال میں نے اس طرح گزارے کہ میرے پاس بستر نہیں تھا، جب رات آتی مسجد کے اندر داخل ہوتا اور صف کے ایک کونے کے اوپر لیٹ جاتا یا کروٹ لیتا اور صف کے اندر لپٹ جاتا اور اسی طرح مجھ پر سردی کا موسم گزر جاتا تھا، بیس سال تک بستر پر لیٹنے کا موقع نہیں ملا، ان مشقتوں کے ساتھ انہوں نے علم حاصل کیا۔
ایک مرتبہ انہوں نے ایک فتویٰ جاری کیا جو حاکم وقت کو پسند نہ آیا اور اس کی پاداش میں اُسے جیل بھیج دیا، چار پانچ دن گزرے تو ایک دن حاکم وقت اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نوجوان طالب اس کے دربار میں داخل ہوا اور وہ نوجوان زار وقطار رو رہا تھا، اس کی حالت دل کے آنسوؤں کو دیکھ کر ہر بندے کے دل میں ہمدردی پیدا ہو رہی تھی تو بادشاہ کے جو مظاہرین بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے حاکم کو کہا کہ یہ نوجوان جو فریاد لے کر آیا ہے برائے مہربانی آپ اس کی بات کو پورا کر لیں تو حاکم وقت نے اس نوجوان سے کہا روؤ

نہیں تم جوفریاد لے آکر آئے ہو میں اسے پورا کروں گا تم کیا چاہتے ہو؟ طالبعلم نے جواب دیا، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے جیل بھیج دیں، کہا جیل بھیج دیں؟ جی میں یہ فریاد لے کر آیا ہوں اوراسلئے رو رہا ہوں کہ آپ مجھے جیل بھیج دیجئے حاکم وقت حیران ہے پوچھ رہے ہیں جیل کیوں بھیج دیں آپ کو؟ آپ نے میرے استاد کو پانچ دن سے جیل بھیج دیا ہے، میرے سبق قضا ہو رہے ہیں، مجھے بھی جیل بھیج دیں میں جیل کی مشقتیں تو برداشت کرلوں گا لیکن اپنے استاد سے روزانہ سبق تو پڑھ لیا کروں گا نا! سبحان اللہ ! تاریخ انسانیت میں طلب علم کی ایسی مثالیں دین اسلام کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آتی ۔

امام محمدؒ سے علم حاصل کرنے والوں کے انوکھے واقعات

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ درس دیا کرتے تھے دوسری بستی کے لوگ آئے حضرت! ہمارے ہاں بھی درس دیجئے گا فرمایا کہ بھئی! اتنا ٹائم لگ جاتا ہے کہ میں پیدل وہاں جاؤ اور وہاں پہنچ کے واپس آؤ تو پھر یہاں درس کا وقت ہو جاتا ہے تو میرا وقت آنے اور جانے (سفر) میں ہی گزر جائیگا، انہوں نے کہا حضرت! ہم آپ کے لئے تیز سواری کا بندوبست کر لیتے ہیں جب آپ یہاں درس دیں تو سواری پر بیٹھ کر ہمارے پاس آئیں اور جتنا وقت بچتا ہے بس اتنا وقت درس دیکر پھر واپس آئے، یہاں کے پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں آئیگی کوئی خلل واقع نہیں ہوگا تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعوت کو قبول کرلیا اب وہ دو جگہ درس دینے لگا، اتنے میں ایک طالب علم ان کے پاس آیا حضرت! یہ فلاں کتاب آپ سے پڑھنی ہے امام محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ بھئی! دیکھئے کہ میں یہاں درس دیتا ہوں اور پھر وہاں جا کے درس دیتا ہوں اور اتنا میرے پاس وقت ہوتا ہے اوراس کے علاوہ تو وقت ہی نہیں ہوتا تو میں آپ کو نہیں پڑھا سکتا، طالب علم نے فرمایا حضرت! آپ کے پاس وقت ہے آپ ارادہ فرمائیں میں آپ سے پڑھوں گا، امام محمد رحمہ اللہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیا بات کردی پوچھا بھئی! کیا وقت ہے؟ حضرت! جب آپ اس جگہ درس دیکر سواری پر سوار ہو جاتے ہیں آپ سواری پر سوار ہو کر اور میں سواری کے ساتھ ساتھ دوڑتا بھی رہوں گا، اس وقت آپ تقریر کرلیا کریں میں آپ سے کتاب پڑھ لوں گا، سبحان اللہ ! طلب علم کی یہ مثال دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کرسکتی ،ایک طالب علم کہتا ہے کہ میرا استاد جب سواری پر جا رہا ہو، میں سواری کے ساتھ ساتھ دوڑتا بھی رہوں گا اور سبق بھی پڑھتا رہوں گا۔

عبداللہ بن مبارکؒ کے حصولِ علم کا واقعہ

ان طلباء میں غریب لوگ بھی تھے اور امیروں کے بیٹے بھی تھے ۔ امیروں کے بیٹوں میں سے

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سونے کا چمچ منہ میں لیکر پیدا ہوئے، ابتدائی ایام اور زمانے میں بہت آزادی کی زندگی تھی، والدین دونوں نیک تھے، ان کیلئے دعائیں کرتے تھے مگر عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ان کی باتیں نہیں سنتے تھے بلکہ ان کو اپنے دوستوں سے واسطہ تھا، ان ہی کی محفل میں رہتے تھے، دن رات ان ہی کے ساتھ وقت گزارتے تھے اور ماں باپ کا دل کھڑ کتا تھا، مگر ماں باپ دعائیں دیتے تھے، طلباء حضرات یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ماں باپ کی دعائیں ہیں نا! تو یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔ خوش قسمت ہوتا ہے جس کو یہ نصیب ہوجاتی ہے تو ماں باپ کی دعائیں رنگ لائیں اور ایک دن عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں علم حاصل کروں گا، انہوں نے اپنے والد سے کہا ابو جان! میں تجارت کرنا چاہتا ہوں والد نے ان کو تیس ہزار دینار دیئے، بیٹا! جاؤ تجارت کرو جس کام میں لگے ہو اس سے تو بہتر ہے کہ تجارت کر کے حلال رزق کماؤ گے، یہ گئے اور انہوں نے تیس ہزار دینار مختلف اساتذہ سے علم حاصل کرنے میں لگا دیئے واپس آئے تو والد صاحب نے پوچھا بیٹا! وعدہ کر کے گئے تھے کہ تجارت کرنے جا رہا ہوں کیا تجارت کی؟ ابا جان! میں نے وہ تجارت کی جس میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں یعنی آخرت کی تجارت کی ہے تیس ہزار دینار پر، والد نے بیس ہزار دینار اور دے دیئے، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے چار ہزار اساتذہ سے جا کر علم حاصل کر دیا یہ امیروں کے بیٹے تھے جو علم حاصل کرتے تھے۔

ہارون الرشید کے بیٹے کی حصولِ علم کی خاطر قربانی

ہارون الرشید کا ایک بیٹا تھا جس کا واقعہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں ہے وہ بھی محل میں رہتا تھا لیکن ضعف کی زندگی گزارتا تھا، ایک دن والد نے اس کو سمجھایا بیٹا! تمہاری وجہ سے لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ یہ کیا تم نے فقیر گھر میں پال رکھا ہے؟ اس کو اچھے کپڑے پہناؤ کہ تمہارا بچہ لگے تو بیٹے نے کہا کہ ابا جان! میری وجہ سے آپ کو ذلت اٹھانی پڑتی ہے تو میں یہاں سے جا رہا ہوں میں جا کہ علم حاصل کروں گا، ہارون الرشید نے اپنی بیوی کو بتایا تو ماں نے اپنے بیٹے کو ایک قرآن پاک دیا اور کہا بیٹے! تم قرآن پاک پڑھو گے تو تمہیں اماں بھی یاد آئے گی اور اپنی ایک انگوٹھی بھی اتار کر دے دی اگر ضرورت پڑے تو اس کو بیچنا تمہارے لئے گزارے کا کچھ سرمایہ ہو جائے گا۔ یہ بچہ ان دو چیزوں کو لے کر گیا اور ایک جگہ جہاں علماء تھے بستی میں، ایک مسجد کے اندر اعتکاف کی نیت سے رہنے لگا، جس دن چھٹی ہوتی تھی اس دن یہ مزدوری کرتا تھا اور مزدوری کے اتنے پیسے لیتا تھا جتنے میں اس کو سات روٹیاں مل سکے

چوبیس گھنٹے میں ایک روٹی سے گزارہ کیا کرتا تھا (یہ بادشاہ کا بیٹا تھا، شہزادہ ہے، شاہانہ زندگی کو چھوڑ کے اس نے فقیرانہ زندگی کو اختیار کیا علم کی طلب میں) اور باقی چھ دن اپنے استاد سے علم پڑھتا تھا۔

ہارون الرشید کے بیٹے کی مزدوری کا انوکھا واقعہ

ایک صاحب کہتے ہیں مجھے مکان بنانا تھا میں اس جگہ گیا جہاں مزدور ملا کرتے تھے میں نے دیکھا ایک خوبصورت نوجوان بیٹھا قرآن پاک کی تلاوت کررہا تھا، جب میں پہنچا تو اس نے تلاوت موقوف کی، سلام کا جواب دیا، پوچھا کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ میں مزدور لینے کیلئے آیا ہوا اس نے کہا میں بھی مزدوری کروں گا تو میں نے اس سے پوچھا آپ مزدوری کریں گے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ (البلد : ٤) اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو مشقت اٹھانے کیلئے پیدا کیا، میں تو مزدوری کیلئے پیدا ہوا ہوں میں بھی مزدوری کرونگا وہ کہتے ہیں کہ میں اس نوجوان کو گھر لے کر آیا اس نے کہا میری دو شرطیں ہیں، ایک شرط یہ ہے کہ جب نماز کا وقت ہوگا میں اپنے وقت پر نماز پڑھوں گا، آپ نماز طویل پڑھنے میں یا مختصر پڑھنے میں کوئی بات نہیں کریں گے، نماز کے بارے میں مجھے تنگ مت کرنا میں نے شرط قبول کردی، اس نے کہا میری دوسری شرط یہ ہے کہ میں آپ سے اتنی مزدوری لوں گا (اور وہ مزدوری اتنی تھی) کہ جس سے سات روٹیاں آجاتی تھی نہ اس سے زیادہ لوں گا نہ اس کم، کم دیں گے تو بھی نہیں لوں گا کہ سات روٹیاں نہیں آتی، میرا دن کیسے گزرے گا، زیادہ دیں گے تو مجھے زیادہ کی بھی ضرورت نہیں وہ بھی نہیں لوں گا۔ کہنے لگا اس کی دو شرطیں تھی میں نے وہ قبول کرلی، جب شام کو میں نے دیکھا تو عام مزدور جتنا مکان بناتا تھا اس مزدور نے اس سے دگنی دیوار تعمیر کردی، میں نے دل میں فیصلہ کرلیا کہ اس مستری سے اپنا مکان بناؤں گا، جب اگلے دن وہاں پہنچا تو دوسرے مزدور تھے وہ وہاں نہیں تھا میں نے پوچھا فلاں مزدور کہاں ہے؟ انہوں نے کہا وہ ہفتہ میں صرف ایک دن مزدوری کرتا ہے باقی دنوں میں وہ جاکے علم پڑھتا ہے وہ اصل میں طالب علم ہے اور اپنے کھانے کے بندوبست کیلئے بوجہ بقا چھٹی کے دن مزدوری کرتا ہے، میں نے نیت کرلی کہ میں صرف چھٹی کے دن اسی سے کام کراؤں گا، میرا مکان یہی طالب علم بنائے گا، اگلے چھٹی کے دن میں گیا تو پھر وہ طالب مجھے مل گیا میں اسے گھر لے آیا، اب میں چھپ کے دیکھتا تھا کہ اس نے ڈبل تعمیر کیسے کرلی ہے اس دیوار کی؟ وہ کہتے ہیں میں دیکھ رہا تھا کہ اللہ نے اس کے ہاتھ میں عجیب برکت ڈالی تھی وہ اینٹ اٹھاتا تھا اپنی جگہ رکھتا تھا تو اینٹ ایگزیکٹ اپنی جگہ پر جاتی تھی عام مستریوں کی طرح اس کو سیدھا ہی کرنا نہ پڑتا تھا، وقت ضائع نہیں ہوتا تھا وہ اینٹ اٹھا کے رکھتا جاتا تھا اور دیوار تعمیر ہوتی جاتی تھی تو میں نے دل میں سوچا کہ اس نیک بندے کیساتھ اللہ کی مدد ہے، چلیں میں اسی

سے مکان بناؤں گا۔

ہارون الرشید کے بیٹے کی موت کا واقعہ

جب میں اگلے ہفتہ گیا اسے لینے، تو وہ پھر نہیں تھا، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آج وہ کیوں نہیں ہے آج تو ان کی مزدوری کا دن ہے؟ کہنے لگے وہ بیمار تھا اور اسکو بخار تھا، فلاں مسجد میں وہ رہتا ہے آپ وہاں جائے وہاں وہ لیٹا ہوگا کہتے ہیں کہ میرے دل میں اس نوجوان کی اتنی محبت تھی کہ میں مسجد چلا گیا میں نے دیکھا کہ پتھر کو اس نے تکیہ بنایا ہوا ہے اور صف کے اوپر لیٹا ہوا ہے میں جب ان کے قریب گیا تو وہ اپنی آخری سانسوں پہ تھا آخری لمحات تھے، تو میں نے اس سے محبت کا اظہار کیا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ میرا ایک کام کردیں میں نے پوچھا کیا کام؟ کہنے لگے کہ جب میں فوت ہوجاؤں تو یہ قرآن اور یہ انگوٹھی ہے یہ لے جانا اور ہارون الرشید کو دے دینا، جب اس نے بادشاہ کا نام لیا تو پھر مجھے خیال آیا کہ یہ بادشاہ کا ایک بیٹا ہے، جس کے بارے میں لوگ باتیں کرتے تھے کہ وہ پاگل ہوگیا، دنیا چھوڑ کر دین کی طرف چلا گیا، یہ وہی بچہ نہ ہو کہیں، خیر اتنے میں اس نے کلمہ پڑھا اور فوت ہوگیا، میں نے اس کو نہلایا، غسل دیا، کفن پہنایا، دفن کرکے میں ہارون الرشید کے پاس چلا گیا کہ میں اس کو امانت پہنچادوں لیکن جب میں شہر پہنچا تو ہارون الرشید کی سواری جارہی تھی اور اس کے اردگرد پولیس والے تھے ہرجگہ ہٹو بچو کے نعرے لگ رہے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں آگے بڑھا اور میں نے ہارون الرشید کو دور سے وہ انگوٹھی اور قرآن مجید دکھا دیا تو ہارون الرشید نے پہچان لیا کہ یہ وہی چیزیں ہیں جو میری بیوی نے اپنے بیٹے کو دی تھیں اب یہ بندہ اسے لیکر آیا ہے تو مجھے لگتا ہے میرا بیٹا فوت ہوگیا ہے، تو اس نے پولیس والے کو اشارہ کیا کہ اس بندے کو محل میں لے آؤ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں وہ آدمی کہتا ہے کہ جب میں محل میں داخل ہوا تو پولیس والے نے کہا کہ بادشاہ بڑا غمزدہ ہے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ لمبی باتیں نہ کرنا اور بادشاہ کا غم نہ بڑھانا، کہتے ہیں جب میں بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو اس نے کہا! تو میرے لیے کوئی اچھی خبر نہیں لایا، میں نے بتایا ایک نوجوان تھا جس نے یہ امانت دی اور میں پہنچانے آیا ہوں تو بادشاہ کے آنکھوں میں آنسو آگئے، بادشاہ نے کہا وہ میرا بیٹا تھا اور اس نے اپنے آپ کو دین کی تعلیم کیلئے وقف کردیا تھا اور کہنے لگا بیٹا! تو اپنے باپ سے زیادہ عقلمند نکلا تیرا باپ تو دنیا میں لگا رہا اور تو نے تھوڑی عمر میں آخرت کی تیاری کرنے اور اپنے اللہ کے پاس واپس جلدی چلا گیا تو بادشاہوں کے بیٹے بھی علم حاصل کرتے تھے۔

امام محمد کا حافظہ اور ان کے حصول علم کا واقعہ

ایک اور نواب کے بیٹے تھے انکا نام تھا محمد وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، پڑھنے کیلئے

آئے تھے، اتنے خوبصورت تھے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کے والد کے ساتھ یہ شرط لگائی کہ اس بچے کو پڑھنے کے لئے جب بھیجتا ہے تو معمولی کپڑے پہنا کر بھیجیں، خوبصورت بچہ ہے اوپر سے اگر لباس بھی قیمتی ہوگا تو فتنہ کا خطرہ ہے اس لئے معمولی کپڑے پہنا کر بھیجواؤ تو باپ نے شرط مان لی، جب ایک دو دن بچے نے پڑھا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو محسوس ہوا کہ حافظ قرآن نہیں ہیں تو آپ نے اس سے کہا کہ بھائی! میرا شاگرد بننے کیلئے حافظ قرآن ہونا ضروری ہے یہ Free qualification ہے، اسلئے آپ پہلے حافظ قرآن بنو، پھر مجھ سے آکر علم پڑھو تو یہ نوجوان 'محمدؒ' وہاں سے چلا گیا کہ میں حافظ بن کر آتا ہوں ایک ہفتہ گزرا، واپس آیا امام صاحبؒ سمجھے کہ شاید یہ اپنے اساتذہ کو سلام کرنے آئے ہیں پوچھا محمد! کیسے آئے؟ حضرت امام محمدؒ نے جواب دیا کہ آپ نے فرمایا تھا حافظ بن کر آؤ میں نے ایک ہفتہ میں پورا قرآن یاد کر لیا، اللہ نے ذہنیت اتنی دی تھی، ان کے ایک شاگرد فرماتے ہیں کہ میرے استاد کے اندر تین خوبیاں تھیں، امام محمد رحمہ اللہ کا جسم ذرہ موٹا تھا تو فرماتے ہیں کہ میرے استاد جس جگہ بیٹھتے تھے تو جگہ کو بھر دیتے تھے، بندہ ان کی طرف دیکھتے تھے تو ان کی نگاہوں کو بھر دیتے تھے اور جو بندہ ان کی بات کو سنتا تھا تو اس کے دل کو علم کے نور سے بھر دیتے تھے، یہ نواب کا بیٹا تھا مگر اپنے وقت کا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بن گیا تھا۔

حصول علم اور غریب طلبہ کی مشقتیں

اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو غریب لوگ تھے، چنانچہ تین طالب علم تھے ابن المقرئی ابوشیخ اور طبرانی، یہ تینوں مسجد نبویؐ میں حدیث پاک پڑھا کرتے تھے، طبرانی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہمارے پاس کھانا پینا ختم ہوگیا تو فاقے شروع ہوگئے، ہم پانی سے روزہ رکھتے اور پانی سے ہی روزہ افطار کرتے تھے، ایک دو دن ہم نے کچھ نہیں کھایا لیکن اتنی نقاہت ہوگئی کہ ہمارے لئے کھڑا ہونا مشکل ہوگیا، ہم اٹھ کر بیٹھتے تھے تو بیٹھنا مشکل تھا، بھوک کی وجہ سے لیٹتے تھے ورنہ پیٹ میں تکلیف ہوتی تھی، میرے باقی دو دوستوں نے کہا کہ بھئی! ہم سے تو اتنی بھوک برداشت نہیں ہوتی ہم گھر جارہے ہیں اور چلے گئے میں نے کہا نہیں میں ابھی کچھ دن اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہوں گا، استاد سے مزید پڑھوں گا جب اور دو دن گزرے تو بھوک اور زیادہ ہوگئی اور جسم کمزور اور ضعیف ہوگیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ کا مواجہ شریف کے سامنے دعا اور اس کی قبولیت

کہتے ہیں کہ اچانک میرے ذہن میں خیال آیا طبرانی! تم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں طالب علم ہو، پڑھتے ہو، تمہارے میزبان تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے تم کیوں نہیں جاتے اور نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی روداد اور عرض حال پیش کرتے ، کہتے ہیں میں مواجہ شریف سلام کیلئے حاضر ہوا، سلام پڑھا دعا مانگی اور آخر میں ،مَیں نے صرف اتنا کہا کہ یارسول اللّٰہ الجوع صرف اتنے الفاظ تھے یارسول اللہ الجوع اے اللہ کے رسولؐ! میں بہت بھوکا ہوں کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر(جو حرمین شریفین کا دروازہ ہے) سے جیسے ہی باہر نکلا تو ایک عربی کھڑا ہوا اور وہ میرا نام لیکر پکار رہا ہے طبرانی طبرانی! میں حیران ہوا کہ کوئی مجھے یہاں جانتا نہیں یہ مجھے کیسے نام سے پکار رہا ہے؟ میں نے اس سے کہا کہ بھائی! آپ کس کا نام پکار رہے ہیں؟ میرا نام ہے طبرانی، اس نے کہا کہ یہ روٹیاں یہ سالن ہے یہ آپ کیلئے ہیں، میں نے کہا میرے لیے کیسے؟ کہنے لگے دوپہر کا وقت تھا میں قیلولہ کر رہا تھا سویا ہوا تھا خواب میں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ،اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسجد کے پڑوسی ہو اور مسجد میں ایک طالب علم میرا مہمان ہے، بھوکا ہے جاؤ اس کو کھانا کھلاؤ میری آنکھ کھلی، میری بیوی نے سالن اس وقت چولہے سے نہیں اُتارا تھا تو میں نے سالن کی دیگچیاں بھی لے لی اور بیوی سے کہا اپنے لئے کھانے کا اور بندوبست کرلو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کو یہ کھانا کھلانے جا رہا ہوں آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو طلباء کے ساتھ کتنی محبت تھی اور واقعی طلباء نے بھی تاریخ بنادی طلب علم کی ایسی ایسی مثالیں ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔

امام ابوعلی بلخیؒ کا واقعہ

امام ابوعلی بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھا تو میری قریب میں ایک نانبائی کی دوکان پر جا کر بیٹھ جاتا، روٹی پکنے کی جو مہک اُٹھتی تھی اس سے میں اپنے نفس کو تسلی دیتا تھا اور بھوک کے ساتھ اپنی کتاب کا مطالعہ کرتا رہتا تھا۔کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا صرف خوشبو سونگھ کے اپنا وقت گزار لیتا تھا اور اپنی کتابیں پڑھتا تھا۔

امام احمدؒ سے حصول علم کی خاطر سپین کے ایک نوجوان کا دردناک واقعہ

چنانچہ سپین میں ایک جوان تھا،جس کی عمر تھی ۲۰ سال عزیز طلباء! ۲۰ سال کی عمر تو جوانی کی دیوانگی کی عمر محسوس ہوتی ہے بچوں کو تو سورج طلوع ہونے کا اور غروب ہونے کا بھی کوئی احساس نہیں ہوتا وہ اپنی جوانی میں مست ہوتا ہے، اس کو دنیا کا پتہ ہی نہیں ہوتا اپنے کاموں میں مگن رہتا ہے، اپنی دنیا ہوتی ہے ان نوجوانوں کی لیکن ایک ۲۰ سال کا نوجوان تھا جس کا واقعہ سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے، وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے پتہ چلا کہ بغداد میں امام احمد بن حنبلؒ کوئی محدث ہیں تو دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں ان

سے جا کے حدیث پڑھوں گا، میں نے اپنا رخت سفر باندھا اور سفر کیلئے تیار ہو گیا اور درمیان میں سمندری سفر تھا وہ کہتے ہیں بڑی کشتی پر میں سوار ہوا لیکن سمندری سفر میں دوران سفر طوفان آ گیا، اب طوفان میں جھٹکے لگتے تھے اور مجھے اُلٹی آئی، میں بیمار ہو گیا اس بیماری کی وجہ سے میں بہت کمزور ہو گیا، کچھ کھا پی نہیں سکتا تھا، میں نے یہ ساری مشقت برداشت کی، میرے کپڑے بھی سب خراب ہو گئے اور راستے میں ملاح راستہ بھی بھول گیا تو ہمارا سفر جتنے دن کا تھا وہ اس سے زیادہ دنوں کا بن گیا ایک وقت ایسا آیا کہ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ شاید مجھے زمین دوبارہ دیکھنے کا موقع نصیب نہیں ہوگا، بڑی دعائیں مانگی، ایک وقت آیا اللہ نے مہربانی کی کشتی کنارے کے ساتھ جا کر لگی میں نے وہاں پوچھا کہ بغداد کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا اتنے سو کلو میٹر دور بغداد کا شہر ہے میں نے اپنے گٹھڑی اپنی سر پر رکھی اتنے سو کلو میٹر سفر پیدل طے کر کے میں بغداد پہنچا، کہتے ہیں جب میں نے بغداد شہر کی دور سے عمارت دیکھی، میں اتنا تھکا ہوا تھا کہ ایک درخت کے سائے میں گٹھڑی اتاری اور جیسے کوئی گر جاتا ہے میں اسی طرح ہو گیا گہری نیند سو گیا، جب اٹھا تو طبیعت تازہ تھی تو میں شہر کی طرف جانے لگا کہ راستے میں ایک بندہ ملا میں نے سلام کیا میں نے پوچھا بھائی! آپ مجھے امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟ اس نے کہا آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں اتنا لمبا سفر کر کے مشقت اٹھا کے یہاں آیا ہوں ان سے سبق پڑھنے کیلئے اس نے ٹھنڈی سانس لی! اے نوجوان! تیری مراد پوری نہیں ہوگی، حاکم وقت ان سے ناراض ہو کر ان کو گھر میں نظر بند کر دیا ہے، نہ وہ کسی بندے سے مل سکتے ہیں اور نہ کوئی بندہ ان سے ملنے گھر جا سکتا ہے تو تم ان سے علم حاصل نہیں کر سکتے، وہ نوجوان کہتا ہے کہ یہ خبر مجھ پر بجلی بن کر گری مگر میں نے ہمت نہیں ہاری میں نے کہا اچھا میں جاتا ہوں میں ان کے شہر گیا اور ایک جگہ پر ایک کمرہ کرایہ پر لیا اور اپنی گٹھڑی وہاں پر رکھی۔

یحییٰ بن معین کی درس میں شرکت

اگلا دن ہوا تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بھئی! یہاں درس حدیث کہیں تو ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ جامعہ میں عصر کے بعد ایک محدث ہیں یحییٰ بن معین رحمہ اللہ جو امام جرح وتعدیل ہیں، اللہ نے ان کو اس علم میں بہت کمال عطا کیا ہوا تھا، وہ راویوں کو صحیح طرح Inalyze کیا کرتے تھے، اور ان کے بارے میں اپنی رائے دیا کرتے تھے، کہنے لگے میں عصر کے بعد مسجد میں چلا گیا ہجوم بھی اتنا تھا کہ آنے جانے کا جگہ نہیں مل رہی تھی، میں بڑی مشکل سے ان سے تھوڑے فاصلے پر جا کر بیٹھ گیا، انہوں نے ایک حدیث کی تلاوت کی اور اس حدیث کی تشریح کی اور تشریح کے بعد وہ سوال جواب کرنے لگے لوگ ان سے مختلف

راویوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور وہ بتا رہے تھے کہ یہ راوی ثقات میں سے ہے اور یہ راوی مجروح ہے کہتے ہیں، میں نے بھی سنا تو میں نے ان سے ہشام بن عمار رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا کہ حضرت! آپ مجھے ہشام بن عمار رحمہ اللہ کے بارے میں بتائیں انہوں نے پوچھا وہ چادر والے ہشام میں نے کہا جی! تو کہنے لگے وہ اتنے متقی ہے اگر ان کی چادر کے نیچے تکبر بھی آجائے تو ان کی صفات میں کوئی فرق نہیں پڑتا ان سے عربی سیکھو کہنے لگے جب میں نے سن لیا تو میرے دل میں تار پیدا ہوا کہ میں ان سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھوں تو میں نے دوسرا سوال پوچھا کہ حضرت! آپ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جب میں نے یہ پوچھا تو میرے ساتھ والے جو لوگ تھے انہوں نے مجھے گھٹنے سے پکڑا کہ بیٹھ جاؤ (دلته کینه) میں سوال پوچھ رہا تھا لوگ مجھے کہتے تھے بیٹھ جاؤ میں نے کہا مجھے ایک سوال اور پوچھنا ہے کہا کہ جناب! مجلس کا دستور یہ ہے کہ ایک بندہ ایک دن میں ایک سوال کر سکتا ہے اگر ایک ہی مجلس میں سارے سوال پوچھے تو باقی لوگوں کا کیا بنے گا؟ آپ نے ایک سوال پوچھ لیا بیٹھ جاؤ کہتے ہیں کہ میں نے روتی شکل بنا کر ان سے کہا کہ میں مسافر ہوں مجھے اتنا پتہ نہیں اگر پتہ ہوتا تو اصل سوال پہلے پوچھتا، اب آپ مجھ پر احسان کریں مجھے اپنا اصل سوال کرنے دیں، لوگوں کو ترس آیا اور انہوں نے کہا اچھا پوچھو، تو میں نے ان سے پوچھا یعنی یحییٰ بن معینؒ سے کہ حضرت! آپ امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ اندازہ لگائیں حاکم وقت ان کا دشمن اور ان کا مخالف ہے، اس نے ان کو گھر میں نظر بند کیا ہوا ہے وہ ان کا نام نہیں سننا چاہتا اور یہ مجھ سے ان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جب پوچھا تو یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے تھوڑی دیر تک سر جھکا دیا تھوڑی دیر بعد جب سر اٹھایا تو ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا امام احمد بن حنبل امام المسلمین ہیں۔

حصول علم کیلئے بھیک مانگنا

جب انہوں نے یہ کہا تو میرے دل میں شوق بڑھ گیا کہ میں نے ان سے علم حاصل کرنا ہے چاہے جو بھی ہو سمجھ نہیں آتی کے علم حاصل کیسے کروں؟۔ کہنے لگے جب مجلس برخاست ہوئی تو میں نے ایک آدمی سے کہا مجھے امام احمد بن حنبلؒ کا گھر دکھا دو، اس نے کہا اگر پولیس کو پتہ چل گیا تو تمہیں بھی سزا ملے گی اور مجھے بھی، میں یہ مصیبت سر پر کیوں لوں؟ پھر میں نے اسکی منت سماجت کی کہ ہم دونوں چلتے ہوئے ان کے گھر کے سامنے سے گزریں گے آپ اشارے سے بتا دینا کہ یہ اس طرف ان کا گھر ہے، پھر میں جانو میرا کام جانے، آپ صرف اتنی مہربانی کریں، اس نے کہا یہ میں کردوں گا، وہ مجھے لے گیا اور اس نے مجھے بتا دیا کہ یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا دروازہ ہے میں نے راستہ یاد کرلیا، دروازہ یاد کرلیا اور اپنے

کمرے واپس آ گیا۔ کہنے لگے میں ساری رات سوچتا رہا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے علم حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ پھر میرے ذہن میں ایک تجویز آئی کہ میں ایک بھکاری بنتا ہوں اور بھکاری بن کران کے دروازے پر صدا لگاتا ہوں اگروہ دروازہ کھولتے ہیں تو میں ان سے عرض کروں گا کہ حضرت میں اسی طرح آپکے دروزاے پر بھکاری بن کر آتا رہوں گا، آپ مجھے ایک حدیث یا دو حدیث جتنا موقع مل سکے روزانہ دیجئے میں آپ سے سن کے وہ حدیث یاد کرلیا کروں گا، اگلے دن میں نے اپنے گھٹنے کو ایک کپڑے سے باندھ دیا کہ دیکھنے والے کو محسوس ہو کہ یہ کوئی معذور آدمی ہے اور ایک لاٹھی ہاتھ میں لے لی اور ایک برتن بھی ہاتھ میں لے لیا جیسے فقیروں کے ساتھ ہوتا ہے اور میں باہر نکلا اور بازار میں بھیک مانگنا شروع کردیا، اس دور کے جو فقیر ہوتے تھے وہ روٹی نہیں مانگتے تھے، پیسے نہیں مانگتے تھے صرف ہاتھ آگے بڑھا کر اتنا کہتے اجرکم علی الله اجرکم علی الله اور ان الفاظ سے لوگ سمجھ لیتے تھے کہ یہ ضرورت مند ہے تو وہ مدد کرلیا کرتے وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے کہا اجرکم علی الله اجرکم علی الله لوگ میری طرف غور غور سے دیکھنے لگے کہ یہ ۲۰ سال کے نوجوان یہ تو بالکل صحت مند ہے، تروتازہ چہرہ ہے یہ کہاں سے فقیر آ گیا؟ اگر اس کو کوئی ضرورت ہے تو اس کو مزدوری کرنی چاہئے یہ کیوں مانگ رہا ہے وہ بڑی ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے رہتے۔ میں لوگوں کی نفرت بھری اور سوالیہ نگاہوں کو برداشت کرتا رہا، میں نے ذلت کو برداشت کیا صرف اس لئے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے علم حاصل کرنا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی درس تک رسائی

سارا دن بھیک مانگتے مانگتے جب عصر کا وقت آیا جس وقت لوگ اپنے گھر میں ہوتے ہیں چلن پھرن کم ہوجاتی ہے، میں اس وقت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے دروازے پر آ گیا اور میں نے اونچی آواز سے کہا اجرکم علی الله اجرکم علی الله میری آواز میں اس قدر سوز تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جب سنی تو وہ پہچان گئے کہ یہ کوئی بڑے ضرورتمند ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے دروازہ کھولا اور ان کے ہاتھ میں ایک سکہ تھا جو وہ فقیر کو دینا چاہتے تھے انہوں دروازہ کھول کر مجھے اشارہ کیا آؤ بھئی! سکہ لے لو۔ انہوں نے اشارہ کیا تو میں نے کہا کہ حضرت! میں مال کا طالب نہیں ہوں، میں آپکی خدمت میں علم حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا میں نظر بند ہوں میں پڑھا نہیں سکتا آپ آنہیں سکتے تو میں کیسے پڑھاؤں گا؟ میں نے کہا حضرت! پورے شہر میں بھیک مانگا کروں گا کہ لوگ مجھے بھکاری سمجھے میرے اوپر کوئی شک بھی نہیں کرے اور ایسے وقت میں آؤں گا کہ جب گلی میں کوئی نہ ہو اور آواز لگاؤں گا، آپ دروازہ کھول دینا اگر کوئی دیکھنے والا ہوگا تو ایک سکہ ڈال دیا کریں اور اگر کوئی دیکھنے

والا نہ ہو تو ایک دو حدیث پڑھا دیا کریں، میں روزانہ بس اسی طریقہ سے آپ سے سبق پڑھ لیا کرونگا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کے لئے تیار ہو گئے، میں سارا دن بھیک مانگنے کے ضمن میں اپنے استاد سے حدیث کا علم پڑھا کرتا تھا، بیس سال کا نوجوان آپ اندازہ کیجئے کہ علم حاصل کرنے کے لئے طلباء نے کیا کیا مشقتیں برداشت کی ہیں، ذلت نفس کو بھی پسند کیا ہے مگر علم کی طلب کو نہیں چھوڑا چنانچہ پورا ایک سال یہ نوجوان امام احمد بن حنبل سے بھیک مانگتے مانگتے ایک یا دو حدیث پڑھتا رہا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اس طالب علم کا اکرام

حتی کہ وہ بادشاہ مر گیا اور اسکے بعد جو نیا بادشاہ بنا وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے عقیدت ومحبت رکھتا تھا، بادشاہ بنتے ہی اس نے امام صاحب کی نظر بندی ختم کر دی اور جامع مسجد کے اندر ان کا درس قرآن یا درس حدیث دوبارہ شروع کروادی، جب امام صاحب درس حدیث کے لئے تشریف لائے تو ان کے درس میں لوگوں کا ایک بڑا ہجوم تھا، یہ کہتے ہیں کہ میں بھی یہاں گیا اور مجمع کی وجہ سے میں قریب نہیں جاسکتا تھا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مجھے دور سے دیکھا تو مجمع کے لوگوں سے کہا کہ مجمع کے لوگو! اس نوجوان کو راستہ دیدو، علم کا حقیقی طالب تو تم میں یہ نوجوان ہے تو طلبا نے بھیک مانگ کے بھی علم حدیث حاصل کیا، اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کو بھی علم کے نور سے بھر دیں اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ طلب علم کا یہ سچا جذبہ عطا فرمائیں۔

طالب علمی انتخاب الٰہی

اللہ رب العزت نے ہر انسان کے سامنے کچھ نہ کچھ رکھ دیا ہے کسی کے سامنے اللہ نے کپڑے کو رکھ دیا۔ وہ سارا دن کپڑے کو پھاڑتا ہے پھر کپڑے کو جوڑتا ہے لباس بناتا ہے، ہم اس کو ٹیلر کہتے ہیں درزی ہے اسی میں اس کی زندگی گزر رہی ہے کسی کے سامنے اللہ نے لکڑی کو رکھ دیا ہے لکڑی کو کاٹتا ہے، لکڑی کو جوڑتا ہے، فرنیچر بناتا ہے، ہم اس کو کارپینٹر کہتے ہیں، ساری زندگی اسی کام میں گزر جاتی ہے، کسی کے سامنے اللہ نے اینٹ اور پتھر کو رکھ دیا ہے، وہ اینٹوں کو جوڑتا ہے، سارا دن مکان بناتا ہے، ہم اس کو مسن کہتے ہیں، اس کی زندگی اسی کام میں گزرتی ہے، کسی کے سامنے اللہ رب العزت نے لوہے کو رکھ دیا وہ لوہے کے پرزوں کو کھولتا ہے اور پرزوں کو واپس جوڑتا ہے ہم اس کو میکینک کہتے ہیں اس کی ساری زندگی لوہے کے پرزوں میں گزر جاتی ہے۔

قیامت کے روز طالب علم کی پیشگی کا توشہ

عزیز طلباء! یہ کتنا اللہ کا احسان ہے کہ کسی کے سامنے اس نے لوہے کو رکھا، کسی کے سامنے پتھر

کو رکھا، کسی کے سامنے کپڑے کو رکھا، کسی کے سامنے لکڑی کو رکھا آپ وہ خوش نصیب ہے کہ آپ کے جھولی میں اللہ نے اپنے قرآن اور نبی علیہ السلام کی فرمان کو رکھ دیا، سبحان اللہ! اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، میرے بندو! میرے لئے دنیا سے کیا لیکر آئے ہو؟ ہم اللہ کی خدمت میں عرض کریں گے، اے اللہ! تیرے کعبے کو جبینوں کو بسایا ہم نے

تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

حقیقت اس کو تو کر دے صورت لے کر

اللہ! صبح ہوتی ہے نوجوان اپنی سائیکلوں پہ، موٹر سائیکلوں پہ، کاروں پہ، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جاتے تھے سائنس کی علوم پڑھنے کے لئے مگر ہم وہ فقیر تھے مشکوٰۃ شریف اٹھاتے تھے بخاری شریف اٹھاتے، اور اس کو سینے سے لگا کے ہم مدرسوں میں جاتے تھے اور وہاں بیٹھ کے اللہ کا قرآن پڑھتے تھے نبی علیہ السلام کا فرمان پڑھا کرتے تھے سوچیئے! اللہ رب العزت کو کتنی خوشی ہوگی جو میرے دین کے محافظ بنے اور انہوں نے پوری زندگی دین کی حفاظت میں کپا دی، گو ہمارے پاس وہ عمل تو نہیں ہے جو ہمارے اکابر کے پاس تھا، لیکن ہم کم از کم اسی راستے پہ چل رہے ہیں، کام وہی کر رہے ہیں جو اکابر نے کیا تھا، ان میں اور ہم میں زمین اور آسمان کا فرق ہے، وہ اصلیت تھی حقیقت تھی ان کے پاس، ہمارے پاس ظاہر صورت ہے بس اتنا ہے، جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو عرض کریں گے۔

تیرے محبوب کی یا رب! شفاعت لیکر آیا ہوں

حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اے اللہ! ہم مانتے ہیں اقرار کرتے ہیں اپنی گناہوں کا، ہمارے ساتھ صورت کے سوا کچھ نہیں ہے، مگر اللہ! اسی کو قبول کر لیجئے اور امام محمدؒ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائینگے یامعشر العلماء اے علماء کی جماعت! لم اعطِ علمی فیکم لا عذبکم میں نے تمہارے سینوں کو علم کے نور سے بھرا تھا وہ اس لئے نہیں کہ آج میں تمہیں لوگوں کے سامنے عذاب دو تمہیں رسوا کروں جاؤ تم بلا حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ، سبحان اللہ! تو علم کی نسبت سے، مدارس کی نسبت سے اللہ رب العزت ہمیں قیامت کے دن بلا حساب جنت عطا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ اور طہارت کے ساتھ علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس مدرسے کو اپنا وطن سمجھئے اور اسکو آپ سمجھئے کہ ہم نے زندگی بھی اسی پر گزارنی ہے اور ہم نے موت تک اسی کام میں لگے رہنا ہے۔ (جاری ہے)